جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات

از مفتی محمد صاحب

مضامین:

☆ جانور کے خصیتین کھانا مکروہِ تحریمی ہے
☆ بھوسے میں عشر نہیں
☆ نامحرم کا جھوٹا مکروہ ہے
☆ ﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ﴾ آیت کا مطلب
☆ مزارعت کے تین رائج طریقوں کا حکم
☆ مزارعت میں اخراجات کا حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جانور کے خصیتین کھانا مکروہِ تحریمی ہے:

سوال: کپورے کھانا حرام ہیں یا مکروہ؟ اگر حرام ہیں تو دلیل کے ساتھ واضح کیجئے؟

(بخت منیر۔ لانڈھی)

جواب: جانور کے خصیتین کھانا مکروہِ تحریمی اور حرام ہے اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں سات چیزوں کی کراہت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

في مصنف عبدالرزاق: ٤/٥٣٥:

باب ما يكره من الشاة (رقم: ٨٧٧١) أخبرنا عبدالرزاق قال أخبرنا الأوزاعی عن واصل عن مجاهد قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكره من الشاة سبعا، الدم والحيا والأنثيين والغدة والذكر والمثانة والمرارة، وكذا فی البيهقی وغيره.

بھوسے میں عشر نہیں:

سوال: گندم کے بھوسہ پر زکوٰۃ (عشر) ہے یا نہیں؟ (بخت منیر۔ لانڈھی)

جواب: گندم کے بھوسے میں عشر نہیں۔ (کذا فی الدر المختار مع الشامیۃ: 2/210)

نامحرم کا جھوٹا مکروہ ہے:

سوال: نامحرم مرد کا جھوٹا کھانا عورت کھا سکتی ہے یا نہیں؟ تفصیل کیساتھ جواب دیں۔

(بخت منیر۔ لانڈھی)

جواب: عورت کے لیے نامحرم کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے۔ (کذا فی الدر المختار مع الشامیۃ: 2/222)

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ﴾ آیت کا مطلب:

سوال: قرآنی آیت کا ترجمہ ہے کہ پاک مرد پاک عورت کیلئے اور پاک عورت پاک مرد کیلئے ......الخ اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ بندہ کا رشتہ جس عورت سے طے پایا ہے اس کے بارے میں سنا ہے کہ اس کا کسی سے غلط تعلق تھا، جبکہ راقم بفضل اللہ اس گناہ کے نزدیک بھی نہیں گیا۔ براہِ کرم واضح فرمائیں کہ اگر یہ بات سچ ہو تو کیا رشتہ سے انکار کردینا چاہیے یا نہیں؟ یا شادی ہوجانے کی صورت میں یہ واضح ہوجائیگا کہ وہ بھی صاف ہے؟ (ایک سائل۔ کوٹ اَدو)

جواب: واضح رہے کہ اس آیت ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ﴾ میں خبیثات اور طیبات سے مراد بقول بعض مفسرین اچھی بری باتیں ہیں، مطلب یہ ہے کہ پاک لوگ پاکیزہ باتیں کرتے ہیں اور برے اور بدکردار لوگ گندی باتیں کیا کرتے ہیں۔ اس تفسیر کی آیت کے آخری حصہ ﴿اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ سے بھی تائید ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ تر مفسرین نے اسی تفسیر کو مقدم ذکر کیا ہے اور دوسری تفسیر کے مطابق "خبیثات" اور "طیبات" سے عورتیں مراد ہیں، مگر آیت کا وہ مطلب نہیں جو آپ نے سمجھا ہے، آیت کا درست مطلب جو مفسرین نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اس آیت میں انسانوں کے عمومی مزاج کا بیان کیا گیا ہے کہ جو مرد بدکردار اور برا ہوتا ہے وہ اپنے جیسی بدکردار عورت ہی کی طرف رغبت رکھتا ہے اور جو نیک اور باکردار ہوتا ہے وہ پاکدامن اور نیکوکار عورت کی طرف رغبت رکھتا ہے۔ بقول مفسرین آیت کا یہ مطلب وہی ہے جو قرآن پاک کی ایک اور آیت ﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً﴾ میں بیان کیا گیا ہے۔ آیت کی اس درست تفسیر کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اس آیت کا یہ تقاضا بالکل نہیں کہ کوئی شخص اپنی حالت سے اپنی ہونے والی بیوی کی حالت و کردار پر استدلال کرے۔ رہا یہ کہ آپ مذکورہ جگہ میں رشتہ کریں یا نہ کریں، تو اس بارہ میں واضح ہو کہ شرعاً محض سنی سنائی باتوں کی وجہ سے کسی مسلمان پر ایسی بدگمانی کرنا جائز نہیں، یعنی ایسی باتوں کو یقینی سمجھ کر اُس مسلمان کو گناہ گار کہنے یا

سمجھنے کی شرعاً اجازت نہیں، البتہ نکاح چونکہ نباہ کیلئے ہوتا ہے اس لیے شریعت یہ کہتی ہے کہ رشتہ ہونے سے پہلے ایسی تمام باتوں کو اچھی طرح دیکھ لیں جن سے بعد میں رشتہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہو، لہٰذا اگر قرائن تو یہ یا شواہد سے اس عورت کا بدکردار ہونا معلوم ہو جائے اور یہ بھی اندازہ ہو کہ اس نے سچے دل سے توبہ نہیں کی تو آپ کو ایسی جگہ شادی نہیں کرنی چاہیے اور اگر محض سنی سنائی باتیں ہیں، اس پر کوئی شواہد یا قرائن موجود نہیں ہیں تو آپ کو ان پر کان نہیں دھرنا چاہیے، بعض اوقات لوگ رشتہ خراب کرنے کے لیے بھی اس قسم کی باتیں پھیلاتے ہیں۔

مزارعت کے تین رائج طریقوں کا حکم:

سوال: ہمارے علاقے میں زمین مزارعت پر دینے کے تین طریقے ہیں:

(1) اس طریقہ میں زمین کی تیاری یعنی ہل، سہاگہ، روٹاویٹر وغیرہ (وہائی) کا خرچہ مزارع کے ذمے ہوگا۔ باقی سب خرچے یعنی بیج، کھاد، سپرے، تھریشر وغیرہ میں نصف مالک ادا کرے گا نصف مزارع، کھیت سے فصل اُٹھا کر جتنا مالک کا حصہ ہو وہ اس کے گھر پہنچانا بھی مزارع کی ذمہ داری ہوگی۔ مزارع کھیت میں محنت کرے گا۔ کھیت کی آمدن میں سے دونوں کا حصہ نصف نصف ہوگا۔

(2) دوسرے طریقہ میں زمین کی تیاری کا سارا خرچہ مالک کرے گا، کھاد، بیج، سپرے کا خرچہ بھی مالک کے ذمے ہوگا۔ فصل کی کٹائی مزارع کے ذمے ہوگی خود کاٹے یا کسی کو مزدوری دے کر کٹوائے۔ فصل کی کڑھائی یا تھریشر کا خرچہ دو تہائی مزارع کے ذمے اور ایک تہائی مالک کے ذمے ہوگا۔ آمدن سے مزارع کو ایک چوتھائی اور مالک کو تین چوتھائی ملے گا۔

(3) تیسرے طریقہ میں ہر طرح کا خرچہ مکمل مالک کے ذمے ہوگا۔ مزارع کوئی خرچ نہیں اُٹھائے گا۔ وہ صرف کھیت میں محنت کرے گا آمدن میں سے آٹھواں حصہ مزارع کا اور باقی سب مالک کا ہوگا۔

مندرجہ بالا طریقے جائز ہیں یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہیں تو ان کی جائز صورت کیا ہوگی؟ ہمارے علاقہ میں

زمین مزارعت (کاشتکاری) پر دینے کو زمین حصے پر دینا کہتے ہیں۔ (اسرارالحق۔ چشتیاں)

جواب: واضح رہے کہ عقدِ مزارعت صحیح ہونے کیلئے شرعاً کئی باتوں کی رعایت رکھنا شرط ہے۔ چند اُصولی باتیں جن کی عموماً رعایت نہیں رکھی جاتی، درجِ ذیل ہیں:

(1) عقدِ مزارعت صحیح ہونے کیلئے شرعاً یہ ضروری ہے کہ بیج سارا کا سارا ایک آدمی کی طرف سے ہو اور جس کی طرف سے ہو وہ متعین ہو، لہٰذا مالک و مزارع کا ایک دوسرے پر آدھا آدھا بیج رکھ کر عقدِ مزارعت کرنا جائز نہیں۔

(2) چارہ اور بھوسہ اُسی آدمی کا حق ہے، جس کی طرف سے بیج ہو، اور آدھ آدھ یا کسی اور نسبت سے بانٹنے کی شرط لگانا بھی صحیح ہے البتہ سارا کا سارا اُسی آدمی کے لیے شرط کرنا جس کی طرف سے بیج نہ ہو، جائز نہیں۔

(3) خرچوں کے بارہ میں اُصول یہ ہے کہ اخراجات تین طرح کے ہو سکتے ہیں، ہر قسم کا حکم درجِ ذیل ہے:

(ا) وہ اخراجات جو فصل پکنے سے پہلے فصل کی تیاری کے سلسلے میں ضروری ہوتے ہیں، جیسے: بیج ڈالنے کی اُجرت، کھیتوں کو سیراب کرنے وغیرہ کے اخراجات، وہ سب شرعاً مالک کے ذمہ ہیں، البتہ کھاد یعنی فصل کی حفاظت اور نشو و نما کیلئے جو سپرے اور ادویہ وغیرہ استعمال ہوں، اس کے خرچہ کے بارہ میں اُصول یہ ہے کہ اگر ان دواؤں کا خریدنا مالک کے ذمہ اور ڈالنا مزارع کے ذمہ ہو تو یہ صورت مطلقاً جائز ہے، خواہ بیج مالک کی طرف سے ہو یا مزارع کی طرف سے، البتہ اگر کھاد اور ادویہ کا خریدنا اور ڈالنا دونوں ایک کے ذمہ ہوں تو اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ بیج بھی اُسی شخص کی طرف سے ہو جس کے ذمہ کھاد خریدنا اور ڈالنا ہے۔

(ب) وہ اخراجات جو فصل پکنے اور تقسیم ہو جانے کے بعد ہوں جیسے پیداوار اپنے اپنے گھر یا منڈی تک

لے جانا یا پیک کرنا وغیرہ، یہ اخراجات مالک ومزارع دونوں پر اپنے اپنے حصہ میں واجب ہیں اور کسی ایک کے حصہ کے اخراجات دوسرے کے ذمہ کرنا شرعاً جائز نہیں۔

(ج) وہ اخراجات جو فصل پکنے کے بعد اور تقسیم سے پہلے ہوتے ہیں، جیسے فصل کی کٹائی، گہائی اور صفائی وغیرہ کے اخراجات، یہ اخراجات اُصولی طور پر مالک ومزارع دونوں پر اُن کے حصوں کے تناسب سے ضروری ہیں، البتہ اگر ان اخراجات کو مزارع کے ذمہ رکھ کر عقد کیا جائے اور اس کا عرف بھی ہو تو ایسا کرنے کی گنجائش ہے اور اگر عرفاً ان کو تقسیم کیا جاتا ہو یعنی کچھ مالک برداشت کرتا ہو اور کچھ مزارع تو اس میں بھی حرج نہیں۔

ان اُصول کی روشنی میں آپ کی ذکر کردہ تین صورتوں میں سے دوسری صورت مطلقاً جائز ہے اور تیسری صورت بھی اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ تقسیم کے بعد کے اخراجات مالک کے ذمہ اور مالک کا حصہ اس کے گھر تک پہنچانا مزارع کے ذمہ شرط نہ کیے جائیں، البتہ پہلی صورت اس وجہ سے ناجائز ہے کہ اس میں ایک تو مالک کا حصہ اس کے گھر تک پہنچانا مزارع کے ذمہ شرط ہے اور دوسرے بیج بھی کسی ایک کے ذمہ نہیں، دونوں پر آدھا آدھا شرط ہے اور یہ دونوں شرطیں فاسد ہیں جن سے مزارعت فاسد ہو جاتی ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہو گیا، البتہ اگر ان دو فاسد شرطوں کو ختم کر دیا جائے یعنی بیج سارا کا سارا ایک کے ذمہ شرط کر دیا جائے اور مالک کا حصہ اس کے گھر تک پہنچانا مزارع کے ذمہ شرط نہ کیا جائے تو یہ صورت بھی جائز ہو جائے گی۔

مزارعت میں اخراجات کا حکم:

سوال: میرے یہاں زمینداری میں مندرجہ ذیل صورتیں رائج ہیں، ان کی شرعی حیثیت معلوم کرنا چاہتا ہوں:

(1) زمین میری ملکیت ہے اور محنت ہاری کے ذمہ ہے۔

(2) ہل چاہے بیلوں سے ہو یا ٹریکٹر سے محنت وخرچ مکمل طور پر ہاری کے ذمہ ہے۔

(3) بیج، کھاد، زرعی ادویہ کا خرچ زمیندار اور ہاری میں برابر تقسیم ہوتا ہے۔

(4) نہری پانی کا مکمل خرچ بصورتِ آبیانہ اور ڈھل وغیرہ زمیندار کے ذمہ ہوتا ہے۔

(5) ٹیوب ویل کے پانی میں اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے ہاری کے حصہ پیداوار میں سے ہم دو آنے (یعنی آٹھ آنے میں سے) ہاری سے وصول کرتے ہیں، گویا کہ پیداوار میں سے دس آنے زمیندار اور چھ آنے ہاری کو ملتا ہے۔

(6) دیسی کھاد (گوبر) اور ریت (نہروں سے نکالی ہوئی) جو زمینوں میں ڈالتے ہیں (زمینوں کی بہتری اور فصل کی بڑھوتری کیلئے) کا خرچ زمیندار کے ذمہ ہے۔

(7) بھنڈی، مرچ کی چونڈائی اور گندم کی کٹائی کا خرچ زمیندار اور ہاری کے درمیان برابر ہے۔

(8) گندم میں تھریشر کا خرچ اور کماد کی کٹائی کا خرچ ہاری کے ذمہ ہے۔

(9) ٹیوب ویل کی مشینری اور بور کروانے کا پہلی مرتبہ مکمل خرچ اور بعد میں خرابی کی صورت میں مینٹی نینس کا مکمل خرچ زمیندار کے ذمہ ہے۔

(10) نہری پانی اور ٹیوب ویل کے پانی کی روانی کیلئے کھالوں کی کھدائی وصفائی ہاری کے ذمہ اور اگر کھالوں کو پختہ کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا خرچ زمیندار کے ذمہ ہے۔

(11) محنت میں ہاری کے ذمہ پھاوڑے کا کام، گڈ نکالنا (جڑی بوٹیوں اور غیر ضروری گھاس وغیرہ سے فصل کو صاف رکھنا) بیج لگانا، پانی دینا، زرعی دواؤں کا اسپرے کرنا اور فصل کی حفاظت (چوپایوں اور شریر لوگوں سے) کرنا شامل ہے۔

(12) فصلوں (پھلوں، سبزیوں اور اناج) کی پیکنگ، منڈی تک رسائی اور فروخت کا کمیشن ہاری و زمیندار میں برابر تقسیم ہوتا ہے۔

(13) علاوہ ازیں اگر ہاری وزمیندار باہمی رضامندی یا علاقائی رواج کی بناء پر آمدنی وخرچ کو بجائے نصف ونصف کے کسی اور تناسب سے تقسیم کرتے ہیں تو کیا یہ جائز ہوگا یا نہیں؟ متذکرہ بالا تمام صورتوں کا دلائل شرعیہ کی روشنی میں مدلل ومفصل جائزہ لے کر جواب عنایت فرمایئے، کسی صورت کے ناجائز ہونے پر اُس کا شرعی متبادل بھی تحریر فرما کر رہنمائی فرمائیں۔ (محمد آصف محبوب۔ ٹنڈوالہیار)

جواب: بطورِ تمہید واضح ہو کہ مزارعت کا عقد صحیح ہونے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیج سارا کا سارا ایک کی طرف سے ہو، اور جس کی طرف سے ہو وہ متعین ہو، لہٰذا زمیندار اور ہاری دونوں پر آدھا آدھا بیج رکھ کر عقد کرنا جائز نہیں اور اخراجات کے بارہ میں اُصول یہ ہے کہ جو اخراجات فصل پکنے سے پہلے فصل کی تیاری کے سلسلے میں ضروری ہوتے ہیں، مثلاً بیج ڈالنے، کھیتوں کو سیراب کرنے وغیرہ کے اخراجات، یہ سب شرعاً ہاری کے ذمہ ہیں اور جو اخراجات فصل پکنے کے بعد اور تقسیم سے پہلے ہوتے ہیں جیسے فصل کی کٹائی، گہائی اور صفائی وغیرہ کے اخراجات یہ اُصولی طور پر زمیندار اور ہاری دونوں پر ان کے حصوں کے تناسب سے واجب ہیں، البتہ اگر ان اخراجات کو ہاری کے ذمہ رکھ کر عقد کیا جائے اور اس کا عرف بھی ہو تو ایسا کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ (راجع حاشیہ تبیین الحقائق: 5/ 383 والدرالمختار:6/ 282)

ان اُصول کی روشنی میں آپ کی ذکر کردہ صورتوں کا الگ الگ حکم مختصراً درج ذیل ہے:

(1,2) بیج بونے کے اخراجات ہاری پر رکھنا ٹھیک ہے۔

(3) بیج دونوں پر رکھنا جائز نہیں، اس سے مزارعت فاسد ہو جائے گی، لہٰذا بیج صرف زمیندار یا صرف ہاری کے ذمہ رکھا جائے۔ (کذا فی الدر:6/ 308) اسی طرح کھاد اور زرعی ادویہ کا خرچ دونوں پر تقسیم کرنا جائز نہیں، بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کھاد اور ادویہ کے خریدنے اور مہیا کرنے کا خرچ زمیندار کے ذمہ ہو اور ان کو زمین میں ڈالنے کا عمل ہاری کے ذمہ ہو تو یہ صورت مطلقاً جائز ہے، یعنی اس صورت

میں بیج ہاری یا زمیندار جس کی طرف سے بھی ہو جائز ہے، البتہ اگر کھاد اور ادویہ کا خریدنا اور ڈالنا دونوں کام ایک ہی شخص یعنی صرف زمیندار یا صرف ہاری کے ذمہ ہوں تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ بیج بھی اسی شخص کی طرف سے ہو جس کے ذمہ کھاد خریدنا اور ڈالنا ہے۔ (راجع الہندیۃ: 5/302)

(4) نہر وغیرہ سے کھیت کو سیراب کرنا ہاری کی ذمہ داری ہے، اس لیے یہ ذمہ داری تو زمیندار پر ڈالنا جائز نہیں، البتہ نہر نکالنا ہاری کے ذمہ نہیں ہے، اس لیے یہ خرچ اگر زمیندار کرتا ہے یا اُس پر اس کی شرط رکھی جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(5) اس کی صورت اگر یہ ہو کہ ٹیوب ویل کے خرچ کی بنیاد پر شروع ہی سے ہاری کا حصہ کم مقرر کیا جاتا ہے تو جائز ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ شروع سے نصف نصف پر معاملہ ہوتا ہو اور پھر کبھی ٹیوب ویل کے اخراجات زیادہ ہو جانے کی صورت میں ہاری سے پیداوار میں دو آنے زیادہ وصول کیے جاتے ہوں تو یہ صحیح نہیں۔

(6) دیسی کھاد اور ریت کے حکم میں وہی تفصیل ہے جو اوپر نمبر 3 میں کھاد اور ادویہ کے حکم میں گزر گئی۔

(7) جائز ہے۔

(8) اگر اس کا عرف ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی مفتی بہ روایت کے مطابق ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

(9) جائز ہے۔

(10) نہروں کے کرایہ اور بند کی اصلاح کی شرط مزارع پر رکھنے کو ہندیہ میں مفسدِ زراعت کہا گیا ہے، اس کا تقاضا بظاہر یہ ہے کہ کھالوں کی کھدائی اور صفائی کی شرط بھی مزارع پر رکھنا جائز نہ ہو، لیکن شاید ہندیہ کی عبارت میں "اصلاح مسناۃ" سے مراد پختہ بند بنانا ہے اور مسئولہ صورت میں کھالوں کو پختہ کرنا زمیندار کے ذمہ ہے صرف ان کی صفائی و کھدائی ہاری پر ہے، اس لیے یہ صورت جائز معلوم ہوتی ہے،

کیونکہ کھالوں کی صفائی عملِ سقی (کھیت سیراب کرنے کے عمل) کا حصہ ہے اور سقی کا عمل مزارع کے ذمہ ہے۔ (راجع الہندیۃ: 5/30)

(11) یہ سب کام ہاری پر رکھنا جائز ہے۔

(12) یہ سب اخراجات تقسیم کے بعد کے اخراجات ہیں، اس لیے ان کو برابر، برابر تقسیم کرنا جائز نہیں، بلکہ ہر ایک پر اپنے حصے کے تناسب سے یہ اخراجات کرنا ضروری ہے۔

(13) آمدنی کو جس تناسب سے چاہیں تقسیم کرنا طے کر سکتے ہیں، البتہ خرچ کا اُصول اوپر لکھ دیا۔ (سابقہ فتویٰ: 48/45913)

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]